رجسٹرڈ ایل ۶۰۷

ہندوستان بھر میں سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو بجالانے والا اکیلا اخبار

ضوابط

ام سی.....ے

.....عہ

یمت.....صہ

ے اسمار گرامی

پیتوں کی فہرست

ین ہے جانے سکے علاوہ جو کچھ عنایت

کرین وعطیہ تصور ہوگا ؛

مقاصد

۱- اسلام کی خوبیوں اور برکات کا ذکر بیان کرنا اور دیگر مذاہب پر اس کی فضیلت بیان کرنا۔

۲- آریوں اور عیسائیوں کے حملوں سے اسلام کو بچانا

۳- الزامات کی گرد و غبار کو اسلام کے منور چہرہ سے بدلائل عقلی و نقلی دور کرنا۔

۴ حضرت ما... اب علیہ الرحمۃ کی تقلیم... ادیان میں پہنچا... اسلام کی دعوت

Secretary for MISSIONARY WORK ۵-کور

HIS HOLINESS THE KHALIFATUL MASIH SADIAN, Punjab.

KHILAFAT LIBRARY

جلد ۱ | ایڈیٹر شیخ محمد یوسف (سابق) سورن سنگھ ودوان | نمبر ۴

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہ حضرت کی صحت پہلے سے اچھی ہے دوست درد دل سے دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ اس وجود کو جلد سے جلد صحت کلی عطا فرمائے ؛

برادر احمد جان صاحب واصل نویس برگام (کشمیر) اور میاں محمد عبداللہ صاحب پارچہ بافہ پورہ کشمیر سے حسنات دارین کے لئے ناظرین سے دعا کے متمنی ہیں دوست ان ہر دو بھائیوں کے لئے دعا فرماویں ؛

نور کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح کا اعلان۔ حضرت اقدس فرماتے ہیں کہ کام کرنیوالے لوگوں کی اعانت ہر ایک احمدی کا فرض ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ نور اپنا کام خوب اچھی طرح سے کر رہا ہے میں امید کرتا ہوں کہ ہماری جماعت اپنی فرض شناسی سے غافل نہیں رہیگی ہر ایک احمدی نور کی اشاعت کو اپنا فرض خیال کریگا ہر دوست میں بھی پانچ اخبارات کی قیمت اپنی ذمہ لیتا ہوں ؛" ناظرین نے حضرت کے اس ارشاد پر کہاں تک توجہ کی۔ ہم کچھ نہیں کہتے ہر ایک دوست اپنے دل سے اس کا جواب لے ؛

نور کا سال اکتوبر ختم ہوتا ہے وسط ستمبر میں ان سب کے نام جوابی کارڈ بھیجے گئے جنہوں نے وی پی کے لئے منع کر دیا ان کے وی پی روک لئے گئے۔ باقی ۳۵۰ کے نام وی پی کئے گئے تا حال ۱۹۲ وصول ہوئے ۱۰۴ واپس جس میں ۲۰ قطعی عدم پتہ اور ۵۳ تا حال ڈاک خانہ کی سیر کر رہے ہیں نہیں کہہ سکتے کہ انکا کیا حشر ہو ۲۹۷ میں سے ۱۰۴ وی پیوں کا واپس آجانا۔ حیرت افزا ضرور ہے اور پھر جبکہ قبل جوابی کارڈ بھی بھیجے گئے ہوں تو درین حال ہمارے حیرت اور تعجب کی کوئی انتہا نہیں رہتی وی پی واپس کرنے والے دوست ایک طرف اپنے طرز عمل کو دیکھیں اور دوسری طرف حضرت خلیفۃ المسیح کے اعلان کو اگر ان دوستوں نے وی پی واپس ہی کو دینے تھے تو جب جوابی کارڈ بھیجے گئے تھے اسیوقت جواب لکھ کر بھیجدیتے تا نور کو اس محظ سالی میں اسقدر نقصان نہ اٹھانا پڑتا۔ ہم اب بھی کسی پر بدظنی سے کام نہیں لیتے ہمارا خیال ہے کہ جگہ بہ جگہ انفلوانزا بخار کی زیادہ شکایت کی وجہ سے یہ وی پی واپس ہوئے ہوں اس لئے یکم دسمبر کو ان دوستوں کے نام دوبارہ وی پی کئے جائینگے اور کوئی علیحدہ اطلاع نہیں دی جائیگی جو جوابی کارڈ پہلے ان کے پاس موجود ہیں اگر کسی دوست کو وی پی وصول کرنے میں کوئی امر مانع ہو تو وہ لکھ بھیجے اس کا وی پی روک لیا جائے گا ؛

تا حال سولہ دوستوں نے اپنا فرض ادا کیا۔ جناب ممبر اللہ صاحب سانوکا ۵ جناب منشی محمد حسین صاحب سب اوورسیر پہلی قسط ۵ جناب بابو فخر الدین صاحب ہیڈ کلرک ۵ (جناب ماسٹر ہدایت اللہ صاحب دوحہ بیدار) انجمن احمدیہ شملہ معرفت منشی برکت علی صاحب ۵ میزان سابقہ ۲-۲۹۵- میزان کل ۲-۳۰۰ اور کتنا چاہیئے ۱۳ آنے ۴ روپے ۵۷ جب ۷۹ احباب کرام کی توجہ اس قدر روپیہ جمع کر سکتی ہے تو پھر ۳۲۱ دوستوں کے سامنے ۵۷۴ روپیہ کیا چیز ہے اور پھر پورا بھی آپ ہی دوستوں نے کرنا ہے تو پھر تاخیر کاہے کی ہی وقت ہے اعانت

انفلوانزا بخار کا علاج

شہر لاہور کے نامور ڈاکٹر جناب محمد دین صاحب بیگ ایم ڈی میڈیکل انسپیکٹر لکھتے ہیں کہ جس قدر بیمار ان کے زیر علاج رہے انکا علاج انہوں نے بازاری اجزاء سے کیا ہے اور نتیجہ ہمیشہ خوش کن رہا ہے ایک بڑا حصہ اجزاء کو دس حصہ پانی میں جوش دیکر ہر ۲½ گھنٹے کے بعد نصف چھٹانک پلانے سے مریض کی بے چینی محض ۱ گھنٹہ میں دفعہ ہو جاتی ہے اور ۲۴ گھنٹہ کے بعد حرارت عزیزی بحال ہو جاتی ہے جس کے بعد بخار کا نام و نشان نہیں رہتا۔ خاکسار سما چار کہتا ہے کہ امرت سر میں بھی بعض حکیموں نے یہ علاج کیا اور نتیجہ خوش کن رہا اس کی ایک شیشی ہمارے دفتر میں بغرض ریویو بھیجی ہے یہ درد سر زکام۔ کہانسی ذات الجنب۔ درد پیٹ۔ بد ہضمی۔ ہسٹیریا درد قولنج قے مروڑ وغیرہ

خضری عرق

شیخ محمد نصیب کے اہتمام سے قادیان میگنیٹ پریس میں چھپکر شیخ محمد یوسف کیلئے شائع ہوا

۱۹۰۳ء کی باسمتی ۱۹۱۸ء کے دسترخوان پر

KHILAFAT LIBRARY

غذاؤں میں لطیف غذا چاول۔ اور پھر چاولوں میں باسمتی اور باسمتی بھی پرانی جو لطافت میں اپنا ثانی نہیں رکھتی۔ اس لئے ہم نہایت خوشی کے ساتھ ۱۹۰۳ء کی باسمتی ۱۹۱۸ء کے دسترخوان پر چنتے ہیں۔ ناظرین اس روحانی باسمتی کو دل کھول کر تناول فرماویں اور اپنے دوستوں کو بھی کھلا دیں :-

گذشتہ سے پیوستہ

اگر اس کے کسی الٰہی فیصلہ سے جو محض اللہ کے لئے بنائید قرآن شریف ہو۔۔۔ ناراض ہو تو اس کا کیا قصور ہے۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم بہر حال اولوالامر کے فیصلہ کو منظور کرنا چاہیئے تھا۔ اگر یہ کہو کہ شیعہ لوگ جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اولوالامر نہیں سمجھتے بلکہ کافر اور غاصب خیال کرتے ہیں تو اس صورت میں بھی اعتراض حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پر ہوگا۔ کیونکہ اگر جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خلیفۃ اللہ حضرت فاطمہؓ کی نظر میں کافر اور غاصب تھے تو کیوں ان کے پاس باوجود آیت [illegible] کے حاضر ہوئیں قرآن شریف صاف فرماتا ہے کہ طاغوت کی طرف کوئی اپنا مقدمہ نہ لے جاؤ۔ پس اگر جناب صدیق اکبر حضرت فاطمہؓ کی نظر میں غاصب اور کافر اور طاغوت تھے تو کیوں انہوں نے طاغوت کی طرف رجوع کیا۔ کلینی میں بنائید قرآن شریف صاف حدیث لکھی ہے کہ طاغوت کی طرف ہرگز کوئی مقدمہ نہ لیجاؤ اگر کوئی مالی نقصان ہوتا ہو تو صبر کرو یہی وجہ ہے کہ پہلے شیعون نے یہ اعتراض نہیں اٹھایا۔ کیونکہ ان میں شیعون کے سر پر اس قدر مشکلات نازل ہوتی ہیں کہ وہ بچے ہی دب جاتے ہیں۔ اور خلیفۃ اللہ کے لفظ سے کیوں گھبراتے ہیں آپ کو معلوم نہیں کہ جس طرح خدا تعالےٰ نے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے انی جاعل فی الارض خلیفۃ کہا اسی طرح اس نے پیشگوئی کی تھی صحابہ میں سے خلیفہ پیدا کرونگا اور ان کے ہاتھ سے دین کو ترقی دونگا اور دین کو قائم کرونگا اگر حضرت آدم خلیفۃ اللہ ہیں تو جناب صدیق اکبر بھی خلیفۃ اللہ ہیں کیونکہ دونوں کا ظاہر ہونا خدا تعالےٰ نے اپنی طرف سے منسوب کیا ہے اور آپ تعجب کرتے ہیں کیا حضرت مسیح کے اور بھی بھائی تھے آپ کو معلوم ہو کہ حضرت مسیح تو مریم صدیقہ باکرہ سے بلا باپ پیدا ہوئے تھے مگر بعد اس کے یوسف نامی ایک راست باز سے ان کا نکاح ہوا اس نکاح سے حضرت یعقوب وغیرہ پیدا ہوئے یہ مسئلہ قرآن شریف کے مخالف نہیں ہے قرآن شریف میں کہیں نہیں لکھا کہ حضرت مریم ساری عمر تارکہ رہیں بلکہ موسوی مذہب میں خاوند کرنے کی سخت تاکید ہے اور یہ خاوند کرنا مریم کا عیسائیوں پر اور بیوقوفوں کے متواترات میں سے ہے انجیل میں اب تک موجود ہے چند کتابیں آپکے مطالعہ کے واسطے بھیجی گئی ہیں رسید سے مطلع فرماویں۔ والسلام۔ خاکسار غلام احمد

دلائل الخیرات اور دیگر وظائف کی نسبت امام الوقت کی رائے

ایک صاحب آمدہ از امروہہ نے دریافت کیا کہ دلائل الخیرات جو ایک کتاب وظیفون کی ہے اگر اسے پڑھا جاوے تو کچھ ہرج تو نہیں کیونکہ اس میں آنحضرت صلعم پر درود شریف ہی ہے اور اس میں آنحضرت صلعم ہی کی تعریف چاہیئے :-

فرمایا۔ انسان کو چاہیئے کہ قرآن شریف کثرت سے پڑھے جب اس میں دعا کا مقام آوے تو دعا کرے اور خود بھی خدا سے وہی چاہے جو اس دعا میں چاہا گیا۔ اور جہاں عذاب کا مقام آوے۔ تو اس سے پناہ مانگے اور ان بداعمالیوں سے بچے جس کے باعث وہ قوم تباہ ہوئی۔ بلا مدد وحی کے ایک بالائی منصوبہ جو کتاب اللہ کے ساتھ ملاتا ہے وہ اس شخص کی ایک رائے ہے جو کہ کبھی باطل بھی ہوتی ہے اور ایسی رائے جس کی مخالفت احادیث میں موجود ہو وہ محدثات میں داخل ہوگی۔ رسم اور بدعات سے پرہیز بہتر ہے اس سے رفتہ رفتہ شریعت میں تصرف شروع ہو جاتا ہے۔ بہتر طریق یہ ہے کہ ایسے وظائف میں جو وقت اس میں سے خرچ کرنا وہی قرآن شریف کے تدبر میں لگا

قرآن شریف سے اعراض کی صورتیں

قرآن شریف سے اعراض کی دو صورتیں ہوتی ہیں ایک صوری اور ایک معنوی۔ صوری یہ کہ کبھی کلام الٰہی کو پڑھا ہی نہ جاوے۔ جیسے اکثر لوگ مسلمان کہلاتے ہیں۔ مگر وہ قرآن شریف کی عبارت تک سے بالکل غافل ہیں۔ اور ایک معنوی کہ تلاوت تو کرتا ہے مگر اس کے برکات و انوار و رحمت الٰہی پر ایمان نہیں ہوتا پس دونوں اعراضوں میں کوئی اعراض ہو اس سے پرہیز کرنا چاہیئے

امام جعفر کا قول ہے واللہ عالم کہاں تک صحیح ہے کہ میں اس قدر کلام الٰہی پڑھتا ہوں کہ ساتھ ہی الہام شروع ہو جاتا ہے مگر بات معقول معلوم ہوتی ہے کیونکہ ایک جنس کی شے دوسری شے کو اپنی طرف کشش کرتی ہے :

اب زمانہ میں لوگوں نے صدہا حاشیہ چڑھائے ہوئے ہیں۔ شیعوں نے الگ۔ سنیوں نے الگ ایک دفعہ ایک شیعہ نے میرے والد صاحب سے کہا کہ میں ایک فقرہ جتلاتا ہوں وہ پڑھ لیا کرو تو پھر طہارۃ اور وضو وغیرہ کی ضرورت نہیں ہوگی :

اسلام میں کفر بدعت۔ الحاد۔ زندقہ وغیرہ اسی طرف سے آئے ہیں کہ ایک شخص واحد کی کلام کو اس قدر عظمت دیگئی جسقدر کہ کلام الٰہی کو دیجانی چاہیئے تھی۔ صحابہ کرام اسی لئے احادیث کو قرآن شریف سے کم درجہ پر مانتے تھے ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فیصلہ کرنے لگے تو ایک بوڑھی عورت نے اٹھکر کہا۔ حدیث میں یہ لکھا ہے

(باقی آئندہ) شائع نہیں کرتا۔ ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

سوامی دیانند کی تصانیف کی دلچسپ سیر

KHILAFAT LIBRARY

گرم ملکوں میں سب بالوں کا صفایا

سوامی دیانند صاحب ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۵۸ پر فرماتے ہیں کہ گرم ملک میں تو چوٹی تک صاف کرا دینی چاہیئے۔ کیونکہ سر میں بال ہونے سے گرمی زیادہ ہوتی ہے اور اس سے عقل کم ہو جاتی ہے۔" فیر ہم اس پر تو کچھ نہیں کہنا چاہتے کہ شری سوامی دیانند صاحب چوٹی کا بھی صفایا کرانے کی ہدایت فرماتے ہیں چوٹی کے متعلق آریہ صاحبان جاہیں یا سناتن دوست۔ مجتسب را دروں خانہ چہ کار؟ ہاں البتہ ہم نہایت محبت سے آریہ دوستوں سے صرف یہ دریافت کرتے ہیں کہ بیچاری عورتوں کے متعلق کیا حکم ہے کیونکہ گرمی کا اثر تو سب پر یکساں پڑتا ہے۔

کم سے کم ۲ سیر کھنڈ کہی

پھر سوامی صاحب ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۱۴۱ پر فرماتے ہیں۔ کہ "مرد کے جسم کے برابر گھی ضرور ہونا چاہیئے۔" ذرا غور فرمائیے کہ آج کل صندل کا فور اور گھی کس قدر گران ہے گھی ۹ چھٹانک بھی نہیں ملتا۔ اور انفلوانزا فیور تو ان دنوں اور بھی غضب ڈھا رہا ہے۔ مردہ جلانے کے لئے یہ اس قدر سامان کہاں سے آئیگا سوامی دیانند صاحب کے زمانہ میں گھی روپیہ کا چار سیر ہوتا ہوگا۔ تبھی کم از کم ۲۰ سیر کی شرط لگائی اگر یہ درست ہے تو اب نرخ کے لحاظ سے آریہ دوستوں کو مناسب اصلاح کر دینی چاہیئے۔

نیل گائے کے مارنے کا حکم

پھر شری سوامی دیانند صاحب رگوید ۱۳ ادھیائے کے ۴۸ و ۴۹ منتر میں فرماتے ہیں کہ جو نقصان دہ نیل گائے وغیرہ اور سفید رنگ کے جانوروں کو مارو۔ اب آریہ دوستوں کا دھنا پرمو دھرما کا دعوے کہاں گیا۔ اگر مسلمان جانوروں کو اپنے فائدہ کے لئے ماریں تو وہ آپ کے نزدیک کیوں دشٹ اور ظالم ہیں جبکہ آپکے ہاں بھی نیل گائے وغیرہ حیوانوں کو اپنے فائدہ کے لئے مارنا لکھا ہے۔ کس قدر تعجب کی بات کہ اگر مسلمان وہ فعل کریں تو دشٹ اور پاپی ہٹریں اور اگر آریہ صاحبان وہ کام کریں تو مہاتما اور بزرگ بنیں کیا دنیا کا کوئی فلاسفر اس منطق کو تطبیق دے گا؟

وشن کو اونٹ اور شودر کو بیل سے تشبیہ

آریہ صاحبان میں چار جماعتیں ہیں۔ برہمن کھشتری ویش۔ شودر۔ برہمن کھشتری اور ویش تو اعلےٰ ہیں۔ اور شودر ادنےٰ مگر سوامی دیانند صاحب رگوید بھاش ادھیائے ۱۴ منتر ۹ میں آپ فرماتے ہیں۔ ویش اونٹ کی مانند اور شودر بیل کی مانند" اب اس جگہ ویش کو اونٹ سے تشبیہ دی گئی ہے اور شودر کو بیل سے اب بتلاؤ ہر دو میں کون بڑا ہوا۔ اب ہم نہیں کہہ سکتے کہ ہمارے آریہ دوست گائے کی عظمت کے کہاں تک قائل ہیں:۔

راجہ کو سور سے تشبیہ

ذرا اور رگوید بھاش کی اوراق گردانی کیجئے کہ راجہ کو کس سے تشبیہ دی گئی ہے۔ رگوید ادھیائے ۱۶ منتر ۵۲ میں سوامی صاحب فرماتے ہیں اے سور یعنی خوک کی مانند نیند والے راجہ" اب ذرا غور کیجئے کہ راجہ جو مخلوق میں ایک خاص برتری اور فضیلت رکھتا ہے اور ہر ایک مذہب اس کی فضیلت کا قائل ہے مگر سوامی دیانند صاحب کا بھاش راجہ کو کس سے تشبیہ دیتا ہے ہاں اگر ہمارے آریہ دوست "وراہ" اوتار کے قائل ہیں۔ تو الگ بات ہے مگر جہاں تک ہمارا خیال ہے ہمارے دوست اوتاروں کے قائل نہیں:۔

بیل کی سبق حاصل کرو

اب ذرا اور رگوید ادھیائے ۱۹ منتر ۲۰ ملاحظہ فرمائیے شری سوامی دیانند صاحب اس منتر میں فرماتے ہیں:۔

بہت حیوانوں والا ہوم

جو اس ستیارتھ میں بہت پشو والا ہوم کرکے ہتہ شیکھ بھیکت وہ وان اور دست کریا کا کرتا منش ہوئے سو پرشنا کو پراپت ہوتا ہے"

پھر شری سوامی دیانند صاحب رگوید ادھیائے ۲۸ منتر ۴ میں فرماتے ہیں جیسے بیل گوؤں کو حاملہ کرکے پشوؤں کو بڑھاتا ہے۔ ویسے ہی گرہستی لوگ عورتوں سے صحبت کرکے پرجا کو بڑھائیں۔

ستیارتھ پرکاش مطبوعہ ۱۸۷۵ء صفحہ ۳۰۳ پر شری سوامی دیانند صاحب فرماتے ہیں کہ ایک بیل سے ہزار ہا گائے حاملہ ہوتی ہیں"

بیوی کو ماں سے تشبیہ

آگے چلکر شری سوامی دیانند صاحب رگوید ادھیائے ۲۹ منتر ۴ میں فرماتے ہیں۔ ماتا کے مانند آرام دینے والی بیوی" اب ہم نہیں سمجھتے کہ بیوی کو ماں سے تشبیہ دینے سے شری سوامی دیانند صاحب کا کیا مطلب ہے۔ شاید کوئی آریہ دوست ہی حل کرے:۔

پھر شری سوامی دیانند صاحب ادھیائے ۳۰ منتر ۲۱ میں فرماتے ہیں:۔

سانپوں کے پیدا کرنیکے لئے دعا

جگدیشور آپ سانپ وغیرہ کو پیدا کیجئے۔ اب ہم آریہ اخبارات کے ایڈیٹروں سے دریافت کرتے ہیں کہ یہاں سانپ وغیرہ پیدا کرنے کے لئے جو دعا مانگی گئی ہے

یعنی دنیا میں بہت جانوروں والا ہوم کرکے باقی ماندہ کا کھانے والا دنیا میں قابل تعریف ہے اب دیکھئے اس جگہ شری سوامی دیانند صاحب صاف الفاظ میں زیادہ حیوانوں والا ہوں کرنے کی تاکید کرتے ہیں اور اس ہوں سے جو باقی ماندہ انسان کھاتے ہیں وہی تعریف کے قابل کہلاتے ہیں۔ آریہ دوستو کیا اب بھی آپ مسلمانوں پر گوشت خوری کا الزام لگاؤ گے آپ تو زیادہ پشوؤں والا ہوں کریں اور ہم اگر ایک پشو (حیوان) کو ذبح کریں۔ تو آپ برا مناتے ہیں بھلا یہ کہاں کا انصاف ہے۔ کچھ تو انصاف ہونا چاہیئے پھر رگوید ۲۴ ادھیائے کے ۲۳ منتر میں لکھا ہے کہ مرغ آلو اور نیل کنٹھ کو بڑھائیں ہم نہیں سمجھتے کہ الو کے بڑھانے کا کیا فائدہ ہے ہمارے دوستوں کو چاہیئے کہ شری سوامی دیانند صاحب اور وید مقدس کے حکم پر عمل کرکے الوؤں کو بڑھائیں جس کا یہ نتیجہ ہو کہ دائیں بائیں آگے پیچھے الو ہی الو نظر آئیں اس وقت دنیا کیسی خوبصورت نظر آئے گی۔ واقعی وید مقدس میں اس جنس سے محبت قابل غور ہے:۔

شذرات

KHILAFAT LIBRARY

ہندو شاستروں میں سود کی ممانعت :- گورو کل کانگڑی کے روح رواں پروفیسر رام دیو اپنے مایۂ ناز کتاب جو ہندی میں انہوں نے تصنیف کی ہے "بھارت ورت کا اتہاس" کے صفحہ ۲۰۹ پر لکھتے ہیں کہ ہمارے مذہبی کتب کا یہ حکم ہے کہ جو آریہ انارییہ (غیر آریہ) استری (عورت) سے سمبھوگ (صحبت) کرتا ہے۔ جو سود پر روپیہ چلاتا ہے جو مدرا پان (شراب نوشی) کرتا ہے جو براہمن (برہمن) ہو کر چاپلوسی (خوشامد) کرتا ہے اسے چاہیئے کہ گھاس پر بیٹھے اور اپنی پیٹھ سوریہ (سورج) کی اور (طرف) کر دے تاکہ پیٹھ اس کی جلتی رہے۔

اب غور کرو کہ اس جگہ بقول پروفیسر رام دیو رانی اور سود خوار کی ایک سزا رکھی ہے اب اور نہیں تو کم از کم آریہ صاحبان کو تو سود لینے سے اجتناب کرنا چاہیئے۔

آنریبل مسٹر پیٹل کا مسودہ اور آریہ سماج

مسٹر پیٹل وائسرائے کونسل میں ایسا مسودہ پیش کرنے والے ہیں اگر وہ پاس ہو گیا تو ہندو مختلف اقوام میں شادیاں کر سکیں گے اس تجویز پر پریس میں زور شور سے اس کی تردید کر رہا ہے۔ مگر خلاف اس کے آریہ پریس بڑے زور و شور سے اس کی تائید کر رہا ہے۔ آریہ پریس کی تائید سے ہم حیران ہیں۔ کیونکہ شری شوامی دیانند صاحب ستیارتھ پرکاش میں صاف لکھا ہے کہ نطفہ اپنے سے ادنے اقوام کا نہیں ہونا چاہیئے اگر یہ خانوں پاس ہو گیا تو کیا سوامی جی کی اس ہدایت پر عمل ہو سکیگا۔ ہرگز نہیں تو پھر آریہ سماج کی یہ اندھی تائید ہماری سمجھ سے باہر ہے۔

ایک ہندوستانی عیسائی لیڈی کی مذہبی لگن

"مس لیلا سہنا۔ مس سر لاجپت رائے مسز سر لادیوی چودھرانی بی اے، کی ساتھی طالبعلم تھیں۔ انہوں نے بھی ۱۸۹۰ء میں انگریزی میں آنرز کے ساتھ بی۔ اے کا امتحان پاس کیا تھا۔ اور وہ اس سال کے کامیاب طلباء میں چوتھے نمبر پر تھیں۔ اس کے بعد انہوں نے الہ آباد یونیورسٹی سے اول درجہ میں انگریزی میں ایم اے کا امتحان پاس کیا تھا۔ انہوں نے انگلستان۔ امریکہ اور جاپان کا سفر کیا تھا اور وہ آسٹریلیا کے تھیوسفیکل (کرسچین) کالج لکھنؤ میں لیکچرار کا کام کرتی تھیں ۱۹۱۱ء میں جب مس چنڈ کھی بوس کے ریٹائر ہو جانے پر بیتھون کالج کی پرنسپل کی جگہ خالی ہوئی۔ تب مس لیلا سہنا کو پرائیویٹ طور پر یہ آسامی پیش کی گئی۔ اس "غریب" بیگن شریف اور نیک دل لیڈی کے اندر اپنے مقصد کے پورا کرنے کے لئے ذاتی قربانی کی جو اعلیٰ سپرٹ کام کر رہی تھی۔ اس کا ان الفاظ سے بخوبی پتہ لگ سکتا ہے کہ جن کے ساتھ اس نے اس اعلیٰ آسامی کو قبول کرنے سے انکار کر دیا وہ الفاظ جو ایک پرائیویٹ خط سے اخذ کئے گئے ہیں یہ ہیں

"میں بیشک چاہتی ہوں کہ کاش کہ میں بیتھون کالج میں جا کر کام کر سکتی ..... مجھے ان دنوں کی ضرورت ہے کہ جو اس آسامی سے مجھے مل سکتے ہیں۔ کیونکہ میں یہاں پر صرف خوراک اور سالانہ روپیہ ہمارا لیتی ہوں۔ ان سالانہ میں سے مجھے چالیس روپے اپنے گھر والوں کو دینے ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ غریب ہیں ..... لیکن اب میں خدا سے دعا کرتی ہوں ..... صاف معلوم ہوتا ہے کہ میرا فرض یہی ہے کہ میں یہاں ہی رہوں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر میں اپنے مالک یسوع مسیح کی بہادر گواہوں میں نوالب محسوس نہ کرتی ہوں کہ میں اس کے لئے ناکارہ اور بیکار ثابت ہوتی ہوں۔ اپنی شاگرد لڑکیوں کے سامنے یسوع مسیح کی بہادر گواہ میری زندگی کا ضروری جزو بن گیا ہے اور میں اس میں بہت خوشی محسوس کرتی ہوں۔ بیتھون کالج میں اس مضمون کے متعلق میرے مقابلہ پر بہت لوگ جاویں گے اور جبکہ میرا ان سے مقابلہ ہوگا تو میں چونکہ کسی طرح بھی گوارہ نہیں کر سکتی"

بیشک ایسی خاتونوں سے مسیحی مذہب میں قدر کرنے کم ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ مسیحی مذہب روپیہ وغیرہ کے لالچ سے پھیلا تھا اس کی ہی کچھ اصلیت ہو مگر مسیحی مذہب روپیہ سے نہیں بلکہ ایسی قابل رشک قربانیوں کی نیک کوششوں سے پہلا ہماری عورتیں تو الگ رہیں کیا مردوں میں بھی اپنے مذہب کے لئے یہ لگن ہے اپنے گریبانوں میں منہ ڈالکر دیکھ لو۔ حالانکہ ہمارا یہ دعوے ہے کہ ہمارا مذہب سب سے اچھا اور خدا ہمیں ہدایت فرماتا ہے کہ غیر مسلموں کو مسلم بنا کر اجر عظیم کے مستحق بنو۔ ہم اس پر کہاں تک عمل کرتے ہیں اس کا جواب اپنے دلوں سے لو۔

ملینڈی کو بھی زکام

بریلی سے آریہ میتر ایک اخبار نکلتا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ آئندہ کے لئے ہم غیر مذاہب کے سوالوں کے جواب دیا کریں گے۔ پچھلے دنوں نور میں ایک سلسلہ شائع ہوا تھا کہ وید قدیمی نہیں اس کا جواب دینے کے لئے اس اخبار نے کوشش کی تھی مگر ایک دو نمبروں میں ہی رہ گیا اب بھی اس کی ملینڈی کا وہی حشر ہوگا۔

افریقہ میں آریہ سماج

افریقہ سے آریوں کا ایک انگریزی میں اخبار بھی نکلتا ہے۔ ایک گرکل سکول ہے۔ حال ہی میں آریہ سماج نے وہاں ایک جلسہ کیا جس میں پندرہ ہزار روپیہ جمع ہوا۔ اب آریہ سماج کا خیال ہے کہ وہاں ایک یونیورسٹی مسیحا بنائی جائے اور آریہ مذہب کی اشاعت کے لئے اوپدیشک مقرر کئے جائیں اور یہ سوال کہ وہاں آریہ مذہب کو کہاں تک کامیابی ہوگی۔ اس کو تو صرف ایشور ہی جانتا ہے مگر ہمیں آریہ سماج کی ہمت کی داد دینی چاہیئے۔ کیا یہ دیکھ کر بھی ہماری قوم حمیت جوش میں نہیں آئیگی؟

گائے کی عظمت

ہندو دوستوں کے ہاں گائے کی عظمت بہت ہے اور گائے کی حمایت کے لئے آئے دن ہندو اپنے اقوام سے چین بجبین ہوتے رہتے ہیں۔ مگر اس کے لئے ہم ہندو دوستوں سے صرف اس قدر عرض کرتے ہیں کہ کیا کہیں وید مقدس میں گائے کی عظمت اور اس کی پوجا کے لئے کوئی شرعی دلیل ہے۔ اگر ہے تو عجب بات ہے اور اگر نہیں تو پھر کیوں ایک ایسی بات کے لئے جس کے متعلق وید خاموش ہے اسکی وجہ سے قوم سے آزردگی اور کشیدگی اختیار کی جائے بقیہ دھرم پر چارک دہلی ایڈیشن ۱۲ اکتوبر کے اشو صفحہ ۱ پر یہ لکھتا ہے

کہ جس طرح پرانے زمانے میں مصر میں بلی اور بیل وغیرہ کی پوجا کا رواج تھا اسی طرح ہندوستان میں گائے ہاتھی گنیش اور درا سوئر) وغیرہ کی عظمت اور احترام کا رواج ہو گیا"

آریہ سماج اور دعا

ست دھرم پرچارک دہلی اپنے 19 اکتوبر کے اشو میں لکھتا ہے کہ رسالہ سرسیوتی کے ایڈیٹر پنڈت مہان سبھ پرشاد بیمار ہیں آگے چلکر ستیہ دھرم پرچارک کا ایڈیٹر لکھتا ہے کہ پرماتما شیگھری انکو سمرگ کریں۔ یعنی خدا بہت جلد آپ کو صحت عطا فرمائے۔ حیرت ہے کہ آریہ اور دعا۔ اگر کسی نے برے کام کئے ہیں تو آریہ سماج کے اصولوں کے مطابق اس کا بدلہ ملنا ضرور ہے پھر جلدی صحت کیسی اور اگر دعا سے جلدی صحت ہو سکتی ہے تو پھر تناسخ کہاں اب ستیہ دھرم پرچارک کا ایڈیٹر اپنے الفاظ پر قایم رہنا چاہیئے یا تناسخ کی بیچ میں اپنے الفاظ کو واپس لینا چاہیئے۔ دیدہ باید

KHILAFAT LIBRARY

سندھیا کا منکر اور ایشور پرستی اڈا نیوالا آریہ سماج کا ہیڈ مبلغ

پنڈت اکھلانند آج سے دو سال پہلے یو پی آریہ پرتی ندھی سبھا کا ہیڈ اوپدیشک تھا اور بقول آریہ صاحبان یکصد روپیہ ماہوار تنخواہ لیتا تھا۔ اب اس کے متعلق ستیہ دھرم پرچارک اپنے ۲۹ اکتوبر کے اشو میں لکھتا ہے۔ کہ "کیا آپ کو یاد نہیں؟ کہ آپ جب آریہ سماج کے اوپدیشک تھے تو سندھیا کبھی نہ کرتے تھے اپنے پرماتما کی ستی اڑاتے تھے مگر دکھیانوں (لیکچروں) میں پرماتما (خدا) کو سدھ (ثابت) کرتے تھے" یہ ہمیں آج ہی معلوم ہوا کہ سندھیا کا منکر اور خدا پر ہنسی اڑانے والا ہی نہ صرف آریہ سماج کا مبلغ بلکہ ہیڈ مبلغ بھی ہو سکتا ہے اب ایسی سوسائٹی اور ایسی سوسائٹی کے مبلغوں کی نسبت آنکھ بڑھ کر ان کی مذہبی روحانیت سے اور کون واقف ہو سکتا ہے۔؟ اور ایسی سوسائٹی کے مبلغوں سے بحث کرنیکی کسکو ہمت ہو سکتی ہے

انفلوانزا اور پلیگ وغیرہ بیماریاں کیوں آئیں؟

آریہ پتر لاہور اپنے ۲۶ اکتوبر کے ایشو میں لکھتا ہے۔ کہ دنیا کے ہر ایک مذہب کے مسلمہ عقاید کی رو سے انسانی یا حیوانی روحیں اپنی مقررہ تعداد رکھتی ہیں جن میں کمی بیشی ہونا کسی حالت ممکن نہیں۔ اس لئے اگر پیدائش زیادہ کی جائیگی تو روحیں کثرت سے اجسام میں آئیں گی۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے۔ کہ آخر ایک دن ان کا خاتمہ ہو جائے۔ لیکن قدرت ایسا ہرگز ہرگز نہیں کرنے دیتی وہ فوراً قحط۔ ہیضہ۔ بخار۔ پلیگ اور جنگ کی خوفناک شکل صورت میں نمودار ہوتی ہے اور نہایت سرگرمی سے کام لیکر تھوڑے ہی عرصہ میں اوسط برابر کر دیتی ہے۔

مسلمان۔ عیسائی۔ سکھ۔ برہمو وغیرہ یہ نہیں مانتے کہ ارواح محدود ہیں مگر ساتھ ہی اس کے یہ سوال ہے کہ اولاد تو پیدا کرتا ہے باپ اور پکڑا جاتا ہے بچہ یہ کیسا انصاف! باقی جو کروڑہا حشرات الارض پیدا ہوتے ہیں اس میں انسان کا کیا دخل کیونکہ آپ کے عقیدہ کے رو سے روح سب میں یکساں ہے یہ عقیدہ رکھکر پھر آپ گوشت خوروں کو برا بھلا کیوں کہتے ہیں۔ کیونکہ وہ بھی ایک حد تک آپ کی اوسط پوری کرتے ہیں۔ مددگار ہوتے ہیں۔ افسوس انسان اس قادر مطلق اور سرب شکتی مان ایشور پر حرف رکھکر جو طرفۃ العین میں کروڑہا ارواح پیدا کر سکتا ہے۔ کہاں کا کہاں پہنچ جاتا ہے اگر پیدائش کی زیادتی پر نظر کی جائے تو نیوگ کے باب میں سوامی دیانند صاحب بھی گیارہ کی شرط لگاتے ہیں اگر آریہ پتر کی تحریر پر زیادہ غور کیا جائے تو پھر ہم اس نتیجہ پر پہنچنے کے لئے مجبور ہوتے ہیں کہ یہ بیماریاں دراصل اس وقت سے شروع ہیں جب سے ہمارے وطنی دوستوں نے مسلمانوں کو قربانی کے معاملہ میں مشکلات میں ڈالنا شروع کیا کیونکہ اس سے قبل مسلمان قربانی کے موقع پر ارواح کی اوسط برابر کر دیا کرتے تھے اور یہ بلا آدمیوں پر آنے سے رک جاتی تھی اب بھی اگر آریہ پتر کا وغیرہ کے ہم خیال لوگ بنی نوع انسان کو پہلے کی طرح آرام و خوشی میں دیکھنا چاہتے ہیں تو مسلمانوں کو قربانی کے معاملہ میں مشکلات میں نہ ڈالیں۔

جنگی بخار کا انسداد

جب سوئٹزرلینڈ میں یہ بخار نمودار ہوا تو وہاں کی میونسپل کمیٹی نے اس کی روک تھام کی غرض سے حکم دیا تھا کہ مرض کے ایام میں تمام تھیٹروں کے کھیل اور بائیسکوپ کے تماشے۔ ناچ گانے کے جلسے۔ سب قوموں کے تیوہار۔ گرجاؤں کے عبادتی مجمع۔ دھوم دھام کے ساتھ جنازہ کی رسمیں اور مذہبی تقریبیں موقوف کر دی جائیں۔ جو لوگ اس قانون کی خلاف ورزی کریں۔ ان کو دو سو پونڈ جرمانہ یا تین ماہ قید تک سزا دی جائے ہمارے خیال میں اس تدابیر سے ہندوستان میں بھی فائدہ اٹھانا چاہیئے اور گورنمنٹ کو چاہیئے کہ وہ بھی ایسی جگہ اس بیماری کے دوران میں کوئی ایسا مجمع نہ ہونے دے جہاں کہ بہت سے لوگ اکٹھے ہوں۔ خصوصاً ناٹک اور تماشوں کو اس وقت تک بالکل بند کر دیا جائے جبتک کہ بیماری کا اثر بالکل جاتا نہ رہے۔

رعایا کا بھی فرض ہے کہ وہ خود بخود ایسے میلوں اور تماشاؤں میں نہ جائے جہاں مختلف مقامات کے لوگ جمع ہوں۔ اور بھیڑ بھاڑ کثرت سے ہو۔

دیکھا نہ بھالا صدقے گئی خالہ

آریہ پتر کا اپنے ۱۹ اکتوبر کے اشو میں لکھتا ہے:۔ کہ ارے بھولے بھائیو آپ یہاں منگتے باہر کھڑے درویش، کے مصداق جو چیز تمہارے پاس ہی نہیں تم دوسروں کو کیا دو گے جب تم خود ویدوں کو پڑھنے کی کوشش نہیں کرتے۔ اور ان کی دویا کو حاصل کرنا تیضیع اوقات سمجھتے ہو۔ تو دوسروں کو ویدوں کا پیغام کیا دے سکتے ہو تمہارے یہ کہنے سے ویدوں میں رتن بھرے پڑے ہیں۔ وہ روحانیت اور علوم الٰہی کا مخزن ہیں۔ ان میں دنیا بھر کی سائنس اور فلاسفی پائی جاتی ہے اور وہ دنیا بھر کی لائبریری میں سب سے اعلےٰ اور مفید پستک ہیں۔ کوئی شخص ان کو پڑھنے کی طرف رغبت نہیں کرے گا جبکہ وہ صریحاً دیکھیگا۔ کہ تم جس چیز کی تعریف کر رہے ہو تم خود اس کی لذت سے ناآشنا ہو اور تم نے اس کو حاصل کرنے کی کبھی کوشش نہیں کی:۔ نواب اسیر ہمارے کسی

ستیارتھ پرکاش میں غلطیاں

KHILAFAT LIBRARY

(از قلم جناب لالہ جیونداس صاحب لیڈنگ ممبر آریہ سماج)

لالہ جیونداس صاحب آریہ سماج میں خاص وجاہت رکھتے ہیں۔ اور آریہ سماج کی مختلف ذمہ دار عہدوں پر رہ چکے ہیں۔ پرکاش انہیں آریہ سماج کا بزرگ کے خطاب یاد کیا کرتا ہے۔ آپنے ستیارتھ پرکاش پر جو ریویو لکھا ہے۔ وہ ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے۔ امید کہ دوست اس دلچسپ مضمون کو کمال شوق سے پڑھیں گے۔ اگرچہ اس میں کثرت سے ہندی کے الفاظ ہیں جو شاید ناظرین کو مشکلات میں ڈالیں مگر دوست اس کی پروا نہیں کریں گے بلکہ اس امر کو زیر نظر رکھینگے کہ آریہ سماج کے ہاں ستیارتھ پرکاش دیدوں کے برابر کا درجہ رکھتا ہے بلکہ سچ پوچھو تو آریہ سماج کا دارومدار ہی ستیارتھ پرکاش پر ہے۔ مگر لالہ جیونداس کی قلم نے ستیارتھ پرکاش کے نقائص کو جس عمدگی سے ظاہر کیا ہے اس کے لئے لالہ صاحب ہر آئینہ قابل ستائش ہیں۔ کاش دو چار اور آدمی بھی آریہ سماج میں لالہ صاحب جیسے باہمت پیدا ہو جائیں تو آریہ سماج کی بہت کچھ اصلاح ہو سکتی ہے

ایڈیٹر

ستیارتھ پرکاش سمتیاردرتی کے پرشٹھ ۲۰۴ میں لکھا ہے کہ

سوال:۔ ایشور تریکال درشی ہے۔ اس سے بھوشت کی باتیں جانتا ہے۔ وہ جیسا نشچہ کرے گا جیو ویسا ہی کرے گا۔ اس سے جیو سوتنتر نہیں اور جیو کو ایشور ڈنڈ بھی نہیں دے سکتا۔ کیونکہ جیسا ایشور نے اپنے گیان سے نشچہ کیا ہے ویسا ہی جیو کرتا ہے۔

جواب:۔ ایشور کو تریکال درشی کہنا مورکھتا کا کام ہے کیونکہ جو ہو کر نہ رہے وہ بھوت کال اور جو نہ ہو کر ہو دے وہ بھوشت کال کہاتا ہے۔ کیا ایشور کو کوئی گیان ہو کے نہیں رہتا تھا نہ ہو کے ہوتا ہے؟ اس لئے پرمیشور کا گیان سدا ایکرس اکھنڈت ورتمان رہتا ہے بھوت بھوشت جیوون کے لئے ہیں ہاں جیوون کے کرم کی اپیکشا سے تریکالگیتا ایشور میں ہے سوتہ نہیں۔ جیسا سوتنترتا سے جیو کرتا ہے ویسا ہی سرد گتا سے ایشور کا جانتا ہے اور جیسا ایشور جانتا ہے ویسا ہی جیو کرتا ہے ارتھات بھوت ورتمان کے گیان اور پھل دینے میں ایشور سوتنتر اور جیو کنچت ورتمان اور کرم کرنے میں سوتنتر ہے۔ ایشور کا انادی گیان ہونے سے جیسا کرم کا گیان ہے ویسا ہی ڈنڈ دینے کا گیان بھی انادی ہے دونوں گیان اس کے ستیہ ہیں کیا کرم گیان سچا اور ڈنڈ گیان متھیا کبھی ہو سکتا ہے؟ اس لئے اس میں کوئی دوش نہیں آتا،،

ریویو:۔ (۱) اس لیکھ میں جو ایشور کو تریکال درشی ماننا مورکھتا کا کام بتایا ہے یہ وید ورودھ ہے دیکھو رگوید آدی بھاشہ بھومکا کا پرشٹھ ۵ جہاں سوامی جی نے اتھرودید کے کانڈ ۱۰۔ انوواک ۴ منتر ۴ کی دیا کھیا کرتے ہوئے لکھا ہے کہ دو ایشور بھوت بھوشت اور ورتمان تینوں کالوں کے سب دیہاروں کو یتھاوت جانتا ہے،،

(۲) یہ لیکھ بھی ٹھیک نہیں کہ وہ جیسا ایشور جانتا ہے ویسا ہی جیو کرتا ہے،، کیونکہ گیان گیہ کے ادھین ہوتا ہے۔ نہ گیہ گیان کے ادھین۔ اور گیان وا یتھارتھ گیان کا ارتھ بھی یہی ہے کہ جیسا پدارتھ ہو ویسا ہی جانتا،،

(۳) بھوت بھوشت جیووں کے لئے ہیں،، اس لیکھ سے یہ آریہ بھائی بھوت بھوشت کال تجھ کر یہ مانتے ہیں۔ کہ بھوت بھوشت کال جیووں کے لئے ہیں پرمیشور کے لئے نہیں۔ یہ ان کی بھول ہے کیونکہ کال دونوں کے لئے سمان ہے۔ ہاں بھوت بھوشت گیان جیووں کے لئے ہیں پرمیشور کے لئے نہیں۔ سوائکت لیکھ میں بھوت بھوشت سے بھوت بھوشت گیان ابھپریت ہے نہ کہ کال۔

(۴) انت میں جو لکھا ہے کہ دو جیو کنچت ورتمان اور کرم کرنے میں سوتنتر ہے،، یہ لیکھ بھی ٹھیک نہیں۔ اس میں سے اور شبد نکال دیا جائے تو ارتھ سپشٹ ہو جاتا ہے۔

میرے وچار میں اتر واتا کا سارا لیکھ سوامی جی کے اپنے شبدوں میں ہی اس پرکار ہونا چاہیئے

جواب:۔ ایشور کو ایسا تریکال درشی کہنا مورکھتا کا کام ہے۔ کیونکہ تریکال درشی کا یتھارتھ ارتھ یہ ہے کہ جیسا جیو سوتنترتا سے کرتا ہے واگر لگا اتھوا کر چکا ہے ویسا ہی ایشور جانتا ہے اور یتھارتھ گیان کا ارتھ بھی یہی ہے کہ جیسا پدارتھ ہو ویسا ہی ایشور جانتا۔ ایشور کو بھوت بھوشت کا گیان ہونے سے انکار بھی ٹھیک نہیں کیونکہ جو ہو کر نہ رہے۔ وہ بھوت گیان اور جو نہ ہو کر ہووے وہ بھوشت گیان کہاتا ہے۔ کیا ایشور کو کوئی گیان ہو کے نہیں رہتا اتھوا نہ ہو کے ہوتا ہے؟ کدا پی نہیں۔ کیونکہ ایشور کا گیان سدا ایکرس اکھنڈت ورتمان رہتا ہے اس سے کیا آیا کہ بھوت بھوشت گیان جیووں کے لئے ہیں ایشور کے لئے نہیں ہاں ایشور کی تریکالگینا جیووں کے کرم کی اپیکشا سے ہے سوتہ نہیں۔ گیا یہ رہے۔ کہ ایشور بھوت بھوشت اور ورتمان تینوں کالوں کے کرموں کا گیاتا تتھا پھل داتا ہونے میں سوتنتر اور جیو کنچت ورتمان کال کے دیہار گیان اور انشٹھان میں سوتنتر ہے۔ پس ایشور کا گیان انادی ہونے سے جیسا کرم کا گیان انادی ہے ویسا ہی ڈنڈ دینے کا بھی گیان انادی ہے اور یہ دونوں گیان ایشور کے ستیہ ہیں، کیا کرم گیان سچا اور ڈنڈ گیان متھیا کبھی ہو سکتا ہے؟ کدا پی نہیں۔ اس لئے ایشور کے تریکال درشی ہونے سے جیو کی سوتنترتا میں کوئی دوش نہیں آتا،،

یہاں تک سوامی جی کے لیکھ انوسار اتر لکھا گیا جس سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ سوامی جی کے لیکھوں نے ان کے آشے کو نہ سمجھ کر ایسا وید ورودھ لیکھ لکھ دیا ہوگا نہیں تو سوامی جی جیسے ودوان کی اور سے ایسا اشدھ اور پرسپر ورودھ لیکھ لکھا جانا سمبھو پرتیت نہیں ہوتا۔ کچھ آریہ بھائی سوامی جی کے ایسے بھگت ہیں۔ جو اکت اشدھ لیکھ کو ٹھیک مان کر ایشور کے تریکال درشی ہونے سے ہی منکر ہو جاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ جب جیو ہی اپنے آگامی کرموں کو نہیں جانتا تو ایشور ان کو کیسے جان سکتا ہے وہ اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ جیو اپنے کئے ہوئے بھوشت کرموں کو نہیں جانتا۔ پرنتو سرد گیہ ایشور اس کو بابر جانتا ہے۔

پھر وہ کہتے ہیں کہ جو کرم ابھی ہوئے ہی نہیں ارتھات جن کا اب ابھاؤ ہے ان کو کوئی کیا جان سکتا ہے اس کا اتر یہی ہے کہ آگامی کرم ابھی ہوئے تو نہیں پرنتو ہونگے اوشیہ کیونکہ کرموں کا کرتا جیو نشچیہ ہے اور وہ کرم کرنے کے بنا نہیں رہ سکتا

(باقی)

KHILAFAT LIBRARY

مراسلات

ناظرین خدائی کام میں بہت سے سلف کی قوموں نے قصر فرمایا۔ لیکن پھر بھی کسی ذات سے بے نصیب رہے۔ بہاں یہ کبھی ہو سکتا ہے۔ کہ خود بخود عقل جزوی سے اسرار الٰہیہ منکشف ہوئے اگر یہی بات تھی اور ہر ایک فرد اسی راہ میں کامیابی حاصل کر لیتا تو انبیاء و مرسلین قوم کی طرف کیوں بھیجے جاتے۔ سلف کی قومیں اور ان کے بڑے بڑے شاہنشاہ کیا کچھ نہ کر گئے۔ پھر بھی دنیا سے بنصیب گئے۔ حق تعالےٰ کا بڑا احسان ہے کہ اس ذات مقدس نے قوموں پر برگزیدہ رسل بھیجے۔ انہوں نے ہدایت کی راہ دکھلائی اور پھر وہ خدا تک بارہا ہوئے یاد رکھو جن قوموں نے اپنے نبی کا فرمان پس پشت ڈالا وہ برباد تباہ کر دی گئیں۔ جو زمانہ ہمارے پیغمبر صاحب کو دیا گیا۔ عرب کی اجڈ قوم دیکھ لو کیسی سخت خونخوار تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندہ کو بھیج کر کے اسی قوم کو کس عروج پر پہنچایا۔ جس کا لوہا دنیا مانتی تھی اسی پاک محبوب کی نورانی اثر ہند و ستان میں بھی اپنا کام کر گیا۔ مسلمانو اگر صفحہ کرو تو تم ایک ایسے نتیجہ پر پہنچ سکتے ہو جو تمہارے لئے خود ایک رہبری کا کام دے سکتی ہے۔ جب تک تم لوگ اپنے آقا کے نقش قدم چلتے تھے تو کوئی قوم تمہارا نگلی نہیں اٹھا سکتا تھا ایک وقت تھا تمام دنیا تمہاری عزت کرتی تھی جب سے تم نے بے حیائی۔ بے غیرتی۔ بد دیانتی چوری۔ دروغ گوئی۔ شراب نوشی۔ عہد شکنی۔ مفسدہ پردازی وغیرہ وغیرہ اپنا شعار بنا لیا۔ آج تم ہو کہ سب قوموں میں ذلیل و خوار ہو۔ تمہاری بے اعتباری اس حد تک پہنچی ہے کہ تم اپنی ہم چشموں میں وہ عزت نہیں پا سکتے جو دوسری قومیں حاصل کر رہی ہیں۔

بواعث ان تمام برائیوں کے میں ناظرین کو کیا بتلاؤں۔ صرف یہی کہہ سکتا ہوں کہ جب سے مسلمانوں کی قوم نے علم دین کو خیر باد کہا ہے اور دنیا طلبی اس قدر منہمک ہوئے۔ مادی دولت و ثروت کے حاصل کرنے کے لئے مثل بہو کے کتے کے اس پیچھے دوڑنے لگے۔ ان کا اقبال جاتا رہا۔ بھائیو علم دین وہ سراج منیر ہے جس کی نورانیت جہالت کی تاریکی کو نیست کر دیتی ہے۔ جب جس قوم سے جہالت دور ہو جاتی ہے۔ اس کے اقبال مند ہونے میں کوئی شک باقی رہتا ہے۔ قرآن کریم کی تعلیم وہی ہے جو خدا کا خوف دل میں پیدا کر دیتی ہے یاد رکھو جو لوگ اپنے خالق سے ڈرتے رہتے ہیں وہ کسی کے ڈر میں نہیں آیا کرتے۔ ان سے یہ دنیا کے سب عیوب چھوٹ جاتے ہیں۔ قرآن کریم پر جب عمل ہو جاتا ہے وہ ایک امن کا خواہاں ہوتا ہے بلکہ اپنے ملک اور قوم اور ہمسایہ کا ہمدرد ثابت ہوتا ہے۔ اے قوم کے ہونہار و اگر یہ تمنا رہے کہ تم اپنی کھوئی ہوئی عصمت پھر حاصل کرنا چاہتے ہو تو بد عادات اور معیوب باتوں کو چھوڑ دو۔ دین کو دنیا پر مقدم کرو۔ فن تجارت میں دسترس پیدا کرو۔ صنعت و کاریگری اپنا پیشہ سمجھ لو۔ دین کے احکام میں حصہ لو۔ خداوند تعالےٰ ضرور تمہاری مدد کریگا ذرا اس جناب کی سرکار میں قدم بڑھا کر تو دیکھو۔

بندہ عمر دراز خان۔

بخدمت جناب ایڈیٹر صاحب اخبار نور۔ السلام علیکم رپورٹ ذیل ۲۶ جون کو پوسٹ کی گئی تھی مگر وہ تا حال شائع نہیں ہوئی (پہلے کوئی ڈاک آپ کی نہیں ملی) اس واسطے دوبارہ ارسال خدمت ہے۔ براہ مہربانی درج اخبار کر کے مشکور فرماویں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

نامہ لنڈن تبلیغ اسلام

اللہ تعالےٰ نے حضرت مفتی محمد صادق صاحب اور قاضی عبد اللہ صاحب مشنریان اسلام کی تقریر و تحریر میں عجیب تاثیر مرحمت فرمائی ہے ہر ہفتہ میں کوئی نہ کوئی انگریز جنٹلمین یا لیڈی ان کے مقدس کلمات سے اثر یافتہ ہو کر مذہب صلیب سے توبہ کر کے واحد خدا کے پرستار اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں داخل ہونے والے ہو جاتے ہیں۔ ہفتہ گذشتہ میں دو معزز لیڈیان بنام ایل ومر دمس دی حومر جو ایک عرصہ سے لیکچروں شامل ہوتی تھیں حضرت مفتی صاحب کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئیں اسلامی نام لیلیٰ اور فرید رکھے گئے۔ فالحمد للہ اور ایک معزز لیڈی نے جس کو سر ڈسیال اور قاضی صاحب بھی تبلیغ کرتے رہے ہیں۔ اور جس کا نام مسز مورلینگ ہے حضرت مفتی صاحب کی سعی تبلیغ سے تحریری تصدیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے من جانب اللہ نبی ہونے کی کر دی اللھم زد فزد۔ حضرت مولوی فاضل عرب صاحب بھی حتی الوسع تبلیغ کا کام سرانجام دیتے ہیں اور جناب قاضی صاحب نواح افگانستان میں تبلیغی دورے پر ہیں۔ اور بہت لوگوں کو اسلام پہنچا رہے ہیں۔ اور لٹریچر تقسیم کر رہے ہیں حضرت مفتی صاحب کے لیکچر لنڈن میں ہر اتوار کو بہت پر رونق ہوتے ہیں۔ ایک ماہ سے زاید ہوا کہ لنڈن پر دشمن کے ہوائی جہازوں کا کوئی حملہ نہیں ہوا۔ فالحمد للہ ۲۶ جون ۱۹۱۸ء

محمد صدیق انڈین ملازم ہوٹل نزد بکاڈلی لنڈن

بخدمت جناب ایڈیٹر صاحب اخبار نور اسلام علیکم

سطور ذیل کو درج اخبار کر کے مشکور فرماویں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

نامہ لنڈن

ایک اور نو مسلمہ لیڈی

الحمد للہ دین متین اسلام اس ملک میں ہماری معزز مشنریان حضرت مفتی محمد صادق صاحب اور قاضی عبد اللہ صاحب کی کوششوں سے روز افزوں ترقی کر رہا ہے۔ حال میں ایک معزز لیڈی جو برجس ورک میں عہدہ کپتانی پر ممتاز ہو چکی ہے اور ملک امریکہ کی سیاحت کر چکی ہے حضرت مفتی صاحب کے لیکچروں میں آیا کرتی تھی تبلیغ سے متاثر ہو کر ان کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئی اس معزز لیڈی کا نام مس سپہٹن ہے۔ اسلامی نام حسینہ رکھا گیا اللھم زد فزد والسلام ۹ جولائی ۱۹۱۸ء از لنڈن

عبد المجید عرب مولوی فاضل۔

برادرم:۔ السلام علیکم یہاں سے جو ڈاک ہم نے ۲۵ جون کو روانہ کی تھی

برادرم قاضی صاحب تا حال ماریتہ میں مصروف بہ تبلیغ ہیں صحت اچھی ہے۔ ان کے متعدد لیکچر ہوئے اور ہونے والے ہیں عاجز نہیں لنڈن میں کام کرتا ہے لیکچر ہوتے ہیں بعض لوگوں کے ساتھ مباحثہ کا سلسلہ

KHILAFAT LIBRARY

وبائی نزلہ

(پر اسرار بیماری) کے متعلق

لفٹننٹ کرنیل گلبن بیٹن ڈائرکٹر تجربہ گاہ علم جراثیم بمبئی نے عام لوگوں کی واقفیت کے لئے ایک مضمون شائع کرایا ہے جس کا اقتباس افادہ ناظرین کے لئے ذیل میں درج کیا جاتا ہے

کلیجو اس بیماری کے متعلق اپنی ایک کتاب میں لکھتا ہے کہ یہ بیماری نہایت سرعت سے پھیلتی ہے اور ایک ہی وقت میں بڑے وسیع علاقہ میں اس کا دورہ ہو جاتا ہے اور بہت سے آدمی ایک ہی وقت بیمار پڑ جاتے ہیں سترھویں صدی میں انگلی والوں نے اس بیماری کو ستاروں کے اثر سے منسوب کیا۔ موجودہ زمانہ میں بھی یہ بیماری پوشیدہ وجوہات سے اور خاصکر موسمی تبدیلیوں سے منسوب کی جاتی ہے بمبئی میں بہت سے تعلیم یافتہ اشخاص کا خیال ہے اس کی وجہ گذشتہ موسم برسات میں بارشوں کا نہ ہونا ہے لیکن ذرا سی غور کرنے سے یہ خیال غلط ثابت ہوتا ہے کیونکہ اس وقت تمام یوروپ امریکہ اور ایشیا اور افریقہ کے ایک وسیع حصہ میں بھی پھیلی ہوئی ہے یہ کوئی نئی بیماری نہیں دور کی بات نہیں ۱۸۸۹ء میں بھی تمام روس میں یہ بیماری پھیل گئی تھی۔ پیرس برلن ویانا اور لندن میں بھی اس کی وارداتیں ہوئیں دسمبر تک یہ بیماری تمام یورپ۔ بحر روم کے ساحلی علاقہ مصر اور امریکہ کے بہت سے حصہ میں پھیل گئی۔ اسی ماہ میں بمبئی میں آئی اور تمام ہندوستان میں پھیل گئی۔ دہلی۔ لکھنؤ اور شمالی ہندوستان کے بڑے بڑے فوجی مقامات میں ایک ہی وقت میں اس کا دورہ ہو گیا اس کی وجہ یہ بتائی گئی کہ انگلستان سے مختلف فوجی اشخاص اپنی اپنی رجمنٹوں میں شامل ہونے کے لئے ان مقامات میں گئے تھے ۱۸۹۰ء میں بمبئی میں اس کا نام سردی کا تپ تجار تھا۔ ڈاکٹر ہرسٹ نے ۱۸۸۹-۹۰ء کی پر اسرار بیماری کے متعلق نوکل گورنمنٹ بورڈ کے سامنے ایک رپورٹ پیش کی تھی۔ اس رپورٹ سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اس بیماری کو آب و ہوا یا موسم کے زمانہ کوئی تعلق نہیں یہ ہوا کے رخ کے خلاف ملک میں پھیلتی ہے اور انسانی آمد و رفت کے راستوں پر سفر کرتی ہے ۱۸۹۰ء میں یہ پہلے کی نسبت بہت زیادہ تیزی سے پھیلی تھی۔ سب سے پہلے یہ بڑے بڑے شہروں بندرگاہوں اور سرحدی شہروں میں پھیلتی ہے بعد میں دیہات میں جاتی ہے جو مقامات پہلے اس بیماری سے پاک ہوتی ہیں ان میں یہ زیادہ سرعت سے نہیں پھیلتی اس میں وہ لوگ مبتلا ہوتے ہیں جو اس کے مریضوں سے کثرت سے ملتے جلتے ہیں جن مقامات میں لوگ کثیر تعداد میں جمع ہوتے ہیں وہاں یہ بیماری زیادہ پھیلتی ہے یہی وجہ ہے۔ کہ انسٹی ٹیوشنوں میں اس کا زور زیادہ ہوتا ہے ان باتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ آدمیوں کے ہجوم کے سوائے حفظ صحت کے متعلق اور کوئی حالات اس بیماری پر اثر انداز نہیں ہوتے اس میں شک نہیں کہ یہ بیماری متعدی ہے اور جسم میں خاص قسم کے جراثیم داخل ہونے سے لاحق ہوتی ہے ان حالات میں اس بیماری کا انسداد ہو سکتا ہے لیکن اس کا انسداد کوئی آسان بات نہیں اس کی چند وجوہات سر آرتھر نیورم ہوم نے ایک مضمون کے دوران میں بتائی ہیں۔ کہ انسدادی کارروائیاں کامیاب کیوں نہیں ہوئیں یہ وجوہات حسب ذیل ہیں۔

(۱) مرض غیر معمولی تیزی سے بڑھتا ہے جس کی وجہ سے اس کا انسداد مشکل ہے اس کی رفتار چیچک اور خسرہ سے بھی تیز ہے۔

(۲) مرض اس وقت بھی چھوت دار ہوتا ہے جب اس کی نوعیت کا کسی کو علم نہ ہو۔

(۳) مرض ہلکی قسم کا بھی ہو تو سخت چھوت دار ہوتا ہے

(۴) مرض کی تشخیص اکثر مشکل ہوتی ہے کوئی اسے سردی لگنا سمجھتا ہے کوئی گلے کی سوزش کوئی تپ محرقہ کوئی کچھ اور

یہ بات قابل ذکر ہے کہ جب ۱۸۸۹-۹۰ء میں یہ مرض شفیلڈ میں پھیلا تو نرم تھا۔ مگر اس کے چند ماہ بعد جب دوبارہ اس مرض کا حملہ ہوا تو وہ زیادہ مہلک ثابت ہوا اور ایک مہینہ میں اس سے ۴۲ فی ہزار موتیں ہوئیں۔ حالانکہ عام طور سے انگلستان کے شہروں میں شرح اموات ۱۴ فی ہزار ہوتی ہے۔ انگلستان اور ویلز میں یہ مرض ۱۸۹۰ء کے بعد ۲۰ سال تک رہا۔ سب سے زیادہ موتیں ۱۸۹۱ء میں ہوئیں جبکہ اس کی بدولت ۵۷۴ فی دس لاکھ اموات واقع ہوئی تھیں۔

یہ بھی یاد رہے کہ جن دنوں پر اسرار بیماری کا زور ہو حالتیں لینے والے اعضاء کی بیماریوں بھی زور ہو جاتا ہے اور یہی وجہ اموات کے بڑھ جانے کی ہوتی ہے جن دنوں اس مرض کا زور ہو تو اور اسباب سے جو موتیں واقع ہوں انہیں بھی اکثر اسی مرض سے منسوب کیا جاتا ہے۔

یہ بیماری پلیگ اور ہیضہ سے کم خطرناک ہے اگرچہ عام طور سے یہ مہلک مرض سمجھا جاتا ہے لیکن حقیقت میں اس کی بدولت اس قدر موتیں نہیں ہوتیں جتنی پلیگ اور ہیضہ سے ہوتی ہیں جس قسم کے جراثیم کی بدولت یہ مرض پیدا ہوتا ہے اس کی اگرچہ پوری طور سے تحقیقات نہیں ہوئی تاہم یہ بات ۱۸۹۲ء سے معلوم ہے کہ مرض جراثیم کی بدولت پھیلتا ہے اور ایک قابل ذکر امر یہ ہے کہ ساری مریضوں میں جراثیم کسی حصہ بدن میں ہوتے ہیں۔

مختلف اعضاء پر مرض سے جراثیم کا اثر بدن کے جس حصہ پر پڑے اسی کے مطابق مرض پیدا ہوتا ہے جس کا کچھ اندازہ ذیل کی سطور سے ہو سکتا ہے

(۱) اگر زہر کا اثر دل پر ہو تو مریض بہت جلد خطرناک حالت میں پڑ جاتا ہے۔

(۲) اگر زہر کا اثر نظام عصبی پر ہو تو مریض زیادہ کمزور ہو جاتا ہے اور بہت دیر تک نڈھال رہتا ہے

(۳) اگر زہر کا اثر گردوں پر ہو تو مرض البومینیا ہو جاتا ہے جس سے انڈے کی سی سفیدی پیشاب میں خارج ہوتی ہے

(۴) پھیپھڑے پر زہر کا اثر ہونے سے حالت بہت سستی خطرناک ہو جاتی ہے۔

ان خطرات سے محفوظ رہنے کا طریقہ یہ ہے کہ مریض کو فوراً ہی چارپائی پر لٹا دیا جائے گو یہ امر اکثر حالتوں میں مفید ثابت ہوئی ہے مگر یقینی طور پر نہیں۔ مرض کو روکنے کی ترکیب یہ ہے کہ مریض کو اوروں سے جدا رکھنے کا انتظام کیا جائے کمرہ ہوادار ہو اور اس میں لوگوں کا ہجوم نہ ہونا چاہیئے اس مرض کی نسبت ابتک بہت تحقیقات ہو چکی ہے اور ابھی اس کا سلسلہ جاری ہے تحقیق طور پر معلوم نہیں ہوا۔ کہ فیتھر صاحب کے دریافت کردہ جراثیم ہی اس مرض کا موجب ہیں یا نہیں اگر یہ تحقیق ہو جائے تو پلیگ یا تپ محرقہ کی طرح اس مرض کا بھی دریافت کیا جا سکتا ہے جس سے مرض کی روک تھام

(باقی بیت مرد سلسلے کی اگلے پرچہ پر ختم ہے)